کرام کی خدمت اور ان کی سہولت کا اہتمام ضیوف الرحمٰن کی طرح کرتے ہیں اور ہر حج کو پچھلے حج سے زیادہ آسان اور پر آسائش بنانے کی تدبیر میں لگے رہتے ہیں۔ حرم کی توسیع، تعمیر اور تزئین کا کام ہمیشہ جاری رہتا ہے۔

منیٰ میں بھگدڑ، سعودی گورنمنٹ کی کسی انتظامی کوتاہی سے نہیں، بلکہ ایک قدرتی حادثہ کے طور پر اکثر اوقات مچ جاتی ہے۔ اسے روکنے کیلئے بہت سی تدابیر اختیار کی جاتی ہیں۔ رمی جمرات کا مرحلہ بڑا صبر آزما ہوتا ہے۔ لاکھوں حجاج کو مقررہ اوقات کے اندر اندر یہ فرض انجام دینا ہوتا ہے۔ ہماری تجویز ہے کہ حکومت سعودی عرب اس مسئلہ کی سنگینی کے پیش نظر، اس پر اسی طرح اجتہاد کا اہتمام کرے جس طرح منیٰ میں قربانی کے سلسلے میں کیا گیا تھا۔ یہ بھگدڑ تقاضا کرتی ہے کہ حجاج کی ہر سال بڑھتی ہوئی تعداد کو سامنے رکھتے ہوئے رمی جمرات کا مسئلہ اجتہاد کے ذریعے حل کیا جائے۔ اس اجتہاد میں تمام مسلمان ممالک کے مسلم مفتیان اور علمائے کرام سے مشاورت کی جائے۔ بعض دوستوں کا خیال ہے کہ حجاج کی تربیت کا اہتمام ان کے ممالک میں کیا جائے۔ لیکن جب بھگدڑ مچتی ہے تو سارے اہتمام وانتظام دھرے کے دھرے رہ جاتے ہیں۔

بعض حلقوں کی طرف سے سلامتی کے حوالے سے مفید تجاویز سامنے آئی ہیں، ان سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ مگر بعض لوگ اور ممالک بموجب اپنے تعصب کے حکومتی انتظامات میں مین میخ نکالنے کے درپے ہیں، جو کسی بھی طرح درست نہیں ہے۔ جہاں تک حسن انتظام کا تعلق ہے تو اتنے بڑے اجتماع کو سنبھالنا اور تمام مناسک کی بروقت ادائیگی کا فول پروف انتظام کرنا، سعودی گورنمنٹ پر ختم ہے۔ جو کچھ یہ گورنمنٹ اس ضمن میں کر رہی ہے اس سے آگے کچھ کیا ہی نہیں جا سکتا۔ حج ہر مسلمان پر ایک بار ہی فرض ہے۔ مگر اہل دل یہ سعادت بار بار حاصل کرنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ عمرہ بھی چھوٹا حج ہے۔ وہ ایک حج اکبر کے بعد فرض سے سبکدوش ہو جاتے ہیں مگر بیت اللہ شریف کے طواف اور مسجد نبوی شریف کی زیارت کی تڑپ بھی واقعی ایک کیفیت ہے جس پر پابندی نہیں لگ سکتی تو ان کیلئے عمرہ یعنی حج اصغر کا دروازہ کھلا ہے۔ ہر ملک کیلئے یہ بات اب آسان ہے کہ کمپیوٹر میں ڈاٹا بیس کے ذریعے معلوم کر لیا کرے کہ کون سا بندہ حج کا فریضہ ادا کر چکا ہوا ہے۔ اسے عمرہ کی اجازت دی جائے اور نئے درخواست گزاروں کو حج کیلئے بھیجا کرے بہت بوڑھے کمزور اور بیمار لوگوں کو حج بدل سے استفادہ کرنا چاہیے۔ نابالغ بچوں پر حج فرض نہیں انہیں بھی روکا جا سکتا ہے۔ یہ پابندی نہیں صرف تقاضائے وقت ہے۔ یہ صرف تجاویز ہیں۔ تاکہ حج اکبر میں حجاج کی تعداد اتنی رہے جو آسانی سے سنبھالی جا سکے۔ ان خطوط پر اجتہاد کی

ضرورت وقت کا تقاضا ہے۔

ہم اس بات پر ایک بار پھر زور دینا چاہیں گے کہ حج کے دوران سعودی گورنمنٹ کا حسن انتظام اس درجہ کمال پر ہوتا ہے جس سے آگے کمال کا تصور ہی ختم ہو جاتا ہے یعنی وہ کمال جو انسانی عقل اور تدبیر میں آ سکتا ہے مگر حوادث جب تقدیر الٰہیہ میں لکھ دیئے گئے ہوں تو انہیں انسانی تدبیر کی کوئی تدبیر نہیں روک سکتی۔ ہم شہدائے حج کے پسماندگان کی پریشانیوں سے آگاہ ہیں اور ان کے شریک غم ہیں مگر امامِ کعبہ کا یہ بیان رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے عین مطابق ہے کہ وہ میدان حشر میں اٹھیں گے تو احرام کے لباس میں اٹھیں گے، ان کیلئے ایک خوشخبری سے کم نہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

عیسائی دنیا کی خوبی ہے کہ وہ اپنے ''گرتے کو'' تھام لیتے ہیں۔ یونان کنگال ہو گیا۔ عیسائی دنیا دوڑ کر آگے بڑھی۔ اپنے خزائن کے منہ اس پر کھول دیئے اور اسے پھر سے پاؤں پر کھڑا کر دیا۔ ہمارا حال اس کے الٹ ہے کہ مسلمان، مسلمان کو مٹا رہا۔ ہماری عقل پر ایسے پتھر پڑے، کہ مسلمان کشی کو جہاد کہنے لگ گئے۔ یہ تک بھول گئے کہ مسلمان کے مرنے سے اسلام کی طاقت گھٹتی ہے۔ پاکستان کی بربادی میں ملوث عالمی طاقتوں کے کارندے سب مسلمان ہیں۔ مسلمان کویت پر حملہ مسلمان عراق نے کیا تھا۔ شط العرب پہلے شاہ ایران نے، عراق سے چھینا۔ پھر عراق کے صدام حسین نے نو سالہ جنگ کے بعد اسے ایران سے چھین لیا۔ حوثی باغی سعودی عرب کو عدم استحکام سے دوچار کرنے میں مصروف ہیں تو ایران اور پاکستان کے شیعہ خوش ہو رہے ہیں حالانکہ ایرانی اور سعودی دونوں مسلمان ہیں۔ و ما علینا الا البلاغ.

حافظ عبدالعظیم اسد (دارالسلام لاہور) و مولانا عبدالمتین کیلانی کی والدہ محترمہ اور عبدالمالک مجاہد (دارالسلام الریاض) کی خوشدامن کا انتقال پُر ملال

مورخہ 10 ستمبر بروز جمعرات دارالسلام لاہور کے جنرل منیجر حافظ عبدالعظیم اسد کی والدہ محترمہ دارالسلام کے مینجنگ ڈائریکٹر مولانا عبدالمالک مجاہد کی خوشدامن وفات پا گئیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون. مرحومہ صوم وصلوٰۃ کی پابند، انتہائی نیک سیرت اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔ مرحومہ کی نماز جنازہ ان کے صاحبزادے مولانا عبدالمتین کیلانی نے پڑھائی۔ جہلم سے رئیس الجامعہ حافظ عبدالحمید عامر نے مرحومہ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔ بعدازاں قبر پر دعا کی، حافظ عبدالعظیم اسد اور ان کے بھائیوں سے اظہارِ تعزیت کیا اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ آمین

منیٰ حادثہ

توجہ طلب امور!

تحریر: جناب مولانا عبدالمالک مجاہد

2015ء کا حج اپنے پیچھے غموں اور آہوں سے لبریز بہت سی کہانیاں چھوڑ گیا۔ امسال حادثہ منیٰ ایسا نہیں جسے آسانی سے بھلایا جاسکے۔ سینکڑوں حجاج کرام کی شہادت اور ایک ہزار کے قریب افراد کا زخمی ہونا کوئی معمولی واقعہ نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ سوشل میڈیا اور سیٹلائٹ چینلز پر بے شمار باتیں اور رنگا رنگ تبصرے سننے کو آ رہے ہیں۔ لوگ حقائق کی تلاش میں ہیں۔ اگر یہ حادثہ کسی سوچی سمجھی منصوبہ بندی کے تحت ہوا ہے جس کے پیچھے پوری ایک سازش ہے تو یہ ایک بڑی اور خطرناک سازش ہے جس کی تہ تک پہنچنا نہایت ضروری امر ہے۔

دنیا میں حادثات ہوتے رہتے ہیں مگر ان کی روک تھام کیلئے حکومتیں اور سول سوسائٹیاں ہمیشہ سے مؤثر اقدامات بھی کرتی رہتی ہیں۔ مکہ مکرمہ جو مہبط الوحی ہے، ہر مسلمان کے دل میں اس کیلئے بے پناہ احترام کے جذبات ہیں۔ ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کی خواہش یہ ہوتی ہے کہ وہ زندگی میں کم از کم ایک بار بیت اللہ العتیق کی زیارت ضرور کرے۔ کعبہ مقدسہ کے اِرد گرد چکر لگائے، اپنے بے شمار گناہوں کو معاف کروائے۔ اس مقدس سفر کیلئے لوگ زمانہ قدیم میں بھی بہت اہتمام کیا کرتے تھے اور آج بھی مدتوں پہلے سے تیاریاں شروع کر دی جاتی ہیں۔ بعض اوقات وہ دس دس سال تک حج کے اخراجات کیلئے رقم جمع کرتے رہتے ہیں۔ خصوصاً ایشین ممالک میں جہاں ابھی غربت اور افلاس خاصا زیادہ ہے وہاں تو بعض لوگ اپنی پوری زندگی کی جمع شدہ پونجی اس مقدس سفر کی نذر کر دیتے ہیں۔

سعودی عرب جس کے عوام نے گذشتہ دنوں ہی اپنے ملک کا 95 واں نیشنل ڈے منایا ہے۔ یہاں کی حکومت اور عوام کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ ہر سال کئی ملین افراد کی میزبانی کرتے ہیں۔ بیت اللہ شریف کے مہمانوں کو ضیوف الرحمٰن کہا جاتا ہے۔ بلاشبہ یہ لوگ جو حج بیت اللہ کیلئے آتے ہیں اپنے رب کے مہمان ہونے کے ساتھ ساتھ سعودی حکومت اور اس کے عوام کے بھی مہمان ہوتے ہیں۔ گزشتہ سال مجھے قبیلہ بنو دوس کے علاقے میں جانے کا اتفاق ہوا۔ مشہور راوی حدیث سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا۔ بڑے عرصے سے میری خواہش تھی کہ میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی بستی میں جاؤں۔ یہ علاقہ سعودی عرب کے شہر الباحہ سے کوئی 80 کلومیٹر دُور ہوگا۔ مجھے اس بستی کے رئیس کے گھر جانے اور اس سے گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ اس نے اپنے

آباء واجداد کی تاریخ بیان کرتے ہوئے کہا: ہمارا گھرانہ صدیوں سے حجاج کرام کی خدمت کرتا چلا آرہا ہے۔ ہمارا ایک بڑا سا گھر تھا جس میں یمن کے حجاج کرام آتے اور جاتے وقت ٹھہرائے جاتے تھے۔ ہمارے بزرگ ان کی خدمت کرنے میں عزت اور شرف محسوس کرتے۔ جب آل سعود کی حکومت آئی تو سعودی عرب کے موجودہ حکمران شاہ سلمان کے والد گرامی قدر شاہ عبدالعزیز نے ہمارے ایک بزرگ کو اس علاقے میں سرکاری منصب دینے کی پیشکش کی۔ انہوں نے یہ منصب لینے سے صرف اس لیے انکار کر دیا کہ اگر وہ حکومت میں عہدہ قبول کر لیں گے تو ان کے اور حجاج کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو جائے گی۔ پھر حجاج کی خدمت کون کرے گا؟ لہٰذا انہوں نے معذرت کر لی۔

یہ بات تو گاؤں کے ایک چوہدری کی تھی جسے آپ رئیس قبیلہ بھی کہہ سکتے ہیں مگر جہاں تک حکومت کا تعلق ہے اس کے بارے میں اتنا ہی جان لینا کافی ہے کہ ایک زمانہ تھا جب سعودی عرب کے بادشاہ کو جلالۃ الملک لکھا اور پکارا جاتا تھا مگر آج سے کوئی تیس سال قبل شاہ فہد بن عبدالعزیز نے حکم جاری کیا کہ ان کے نام کے ساتھ ''خادم الحرمین الشریفین'' لکھا جائے چنانچہ اس وقت سے سعودی عرب کے فرمانروا کے نام کے ساتھ خادم الحرمین الشریفین لکھا جاتا ہے۔ یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا یہ لقب صرف نام کی حد تک ہے یا عملاً بھی ایسا ہے کہ سعودی عرب کے حکمران واقعی خدام الحرمین الشریفین ہیں؟

آل سعود کو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اس ملک کی حکومت عطا فرمائی تو انہوں نے حجاج کرام کی خدمت میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ سب سے اہم کام حجاج کی سلامتی کا تھا۔ شریف مکہ کے دور میں بدو لوگ حجاج کو لوٹتے، ان کو قتل کرتے اور ان کے مال و دولت بھی چھین لیتے۔ شاہ عبدالعزیز (طیب اللہ ثراہ) نے سب سے پہلے حجاج کی سلامتی کو ترجیح دی۔ مکہ اور مدینہ کے راستے میں لٹیروں کو سرعام پھانسی دی۔ ایسے ایسے ڈاکو جن کے نام خوف ودہشت کی علامت تھے، ان کا تعلق بھی بڑے خاندانوں سے تھا اور وہ حاجیوں کو صحراء میں لوٹا کرتے تھے۔ بطور خاص رابغ کے علاقے کا ایک مشہور ڈاکو تھا جو حاجیوں کی حفاظت کیلئے ان سے بھتہ بھی وصول کرتا، لیکن اس کے باوجود انہیں لوٹا بھی کرتا تھا۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اپنی فوجوں کو حکم دیا کہ پہلی فرصت میں اسے گرفتار کیا جائے چنانچہ صحراء میں وہ حجاج کو لوٹتا تھا اور انہیں صحراء میں بے یار و مددگار چھوڑ تا تھا، اسی صحراء میں اسے باندھ دیا گیا۔ اسے وہی سزا دی گئی جو وہ حجاج کو دیتا تھا۔ اس طرح اسے نشان عبرت بنا دیا گیا۔ جب راستے محفوظ ہو گئے تو دنیا بھر میں آل سعود کی خدمات کے چرچے شروع ہوئے۔ حجاج نہایت اطمینان سے اس سرزمین پر آنا شروع ہوئے۔

وقت کے ساتھ ساتھ حجاج کرام کی تعداد میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ سعودی حکومت نے اپنے انفراسٹرکچر کو

مضبوط کیا۔ مکہ اور مدینہ دونوں حرمین میں جگہ کی کمی محسوس ہونا شروع ہوئی۔ یہ شاہ سعود رحمۃ اللہ کا دورِ حکومت تھا۔ مسجد حرام اور مسجد نبوی دونوں جگہ توسیع کا کام شروع ہوتا ہے اور پھر دیکھتے ہی دیکھتے نہایت ہی مضبوط اور بڑی توسیع ہوتی ہے۔ شاہ فیصل کا دور ہو یا شاہ خالد کا، حرمین شریفین میں وسعت اور حجاج کیلئے سہولتوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا۔ راقم الحروف کو اس سرزمین میں رہتے ہوئے چھتیس سال گزر چکے ہیں۔ اس دوران سینکڑوں مرتبہ عمرہ کرنے اور درجن سے زائد بار حج کرنے کا موقع ملا۔ شروع کے سالوں کی خدمات اور موجودہ خدمات کا تقابل کیا جائے تو خدمات کے معیار میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ حج کے بارے میں عموماً یہ تصور کیا جاتا ہے کہ یہ ایک آسان عبادت ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج کو خواتین کے جہاد سے تعبیر کیا ہے۔ حاجی جب اپنے گھر سے نکلتا ہے اور "لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ" پکارتا ہے تو اس کے ساتھ ہی اس کے اجر و ثواب میں اضافہ شروع ہو جاتا ہے۔ اسے قدم قدم پر نیکیاں ملتی ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ اسے بعض رکاوٹوں اور مسائل کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ حج ایک اہم عبادت ہے اور اسلام کا پانچواں رکن ہے۔ ایک ایسا رکن جو صاحب استطاعت لوگوں پر زندگی میں صرف ایک ہی بار فرض ہے۔ میں کئی مرتبہ سوچتا ہوں کہ صرف ایک ہی بار کیوں؟ تو مجھے اس کا جواب یہ نظر آتا ہے کہ حج بڑی مشقت والی عبادت ہے۔ اگر اسے مجموعہ عبادات کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا۔ حج ایک مدرسہ ہے جو حجاج کو بے شمار چیزیں سکھاتا ہے۔ حج نظم و نسق سکھاتا ہے۔ آداب معاشرت سکھاتا ہے۔ کس طرح مل جل کر رہنا ہے، کیسے دوسروں کیلئے ایثار و قربانی کرنا ہے۔ دوسروں کے کام آنا ہے۔ ان کی مدد کرنا ہے۔ ذرا تصور کیجئے کہ اگر کسی ائرپورٹ پر بیک وقت مختلف ممالک سے پچیس تیس فلائٹس پہنچ جائیں تو ان کے مسافروں سے نبٹنا آسان کام تو نہیں ہوتا۔ حج کے موقع پر 164 ممالک کے دو ملین سے زیادہ لوگ آتے ہیں۔ یہ لوگ بلاشبہ یہ جذبہ اور عہد و پیمان لے کر آتے ہیں کہ ہم نے نہایت پُرامن طریقے سے حج کرنا ہے۔

قارئین کرام! حج کسی پکنک کا نام نہیں کہ وہاں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ جہاں اتنے زیادہ مہمان آئیں گے وہاں مسائل تو ہوں گے۔ اللہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کیلئے حج کے حوالے سے بڑے ہی خوبصورت رہنما اصول بیان فرمائے ہیں۔ آیئے! ایک حدیث پڑھتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا (مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَ لَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَ لَدَتْهُ اُمُّهُ) "کہ جس شخص نے حج کیا اور اس نے اس دوران کوئی بیہودہ اور فسق و فجور والی بات نہ کی تو وہ گناہوں سے اس طرح پاک و صاف ہو کر اپنے گھر واپس آئے گا

جس طرح وہ اپنی ماں کے ہاں پیدا ہوا تھا۔'' گویا حج سے تمام صغیرہ وکبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں مگر جب کوئی گروہ یا شخص حج کے دوران قوانین کی پابندی نہ کرے اپنے آپ کو تمام پابندیوں سے مستثنٰی سمجھے اور یہ کہے کہ میں جیسے چاہوں اپنی مرضی سے حج کروں، جس راستے سے چاہوں داخل ہوں اور جہاں سے چاہوں واپس جاؤں تو پھر یہ حج نہیں بلکہ اس کا نام افراتفری ہوگا۔ عام لوگوں کو معلوم نہیں کہ مکہ مکرمہ میں حجاج کے امور کے کتنے ہی شعبے ہیں جو سارا سال کام کرتے رہتے ہیں۔ نجانے کتنے تھنک ٹینک ہیں جو سارا سال حجاج کی سہولتوں میں اضافے کیلئے کوشاں رہتے ہیں۔ حکومت کو اپنی سفارشات پیش کرتے ہیں۔ حج کے دوران کتنے ہی ہیلی کاپٹرز پورا وقت حج کی فلم بناتے رہتے ہیں۔ جیسے ہی حج ختم ہوتا ہے یہ تھنک ٹھینک کام کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ بڑی عمیق نگاہوں سے حج کے دوران ہونے والی غلطیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے کہ کہاں کہاں نقائص ہیں۔ ہزاروں فوجیوں کو ہجوم سے نمٹنے کیلئے خصوصی ٹریننگ دی جاتی ہے۔ یہ ٹریننگ کئی ماہ پہلے شروع ہو جاتی ہے اسے اسپیشل حج فورس کا نام دیا گیا ہے۔ سعودی عرب کے وزیر داخلہ شہزادہ محمد بن نائف بن عبدالعزیز حج کی نگران کمیٹی کے سربراہ ہیں۔ انہیں اپنے والد کے ساتھ کام کرنے کا وسیع تجربہ ہے وہ۔ بے پناہ صلاحیتوں کے مالک ہیں۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ حُسن اتفاق سے وہ ولی العہد بھی ہیں، اس اعتبار سے ان کے پاس تجربہ اور وسیع اختیارات بھی ہیں۔ خوش قسمتی سے انہیں اپنے ساتھ بے حد تجربہ کار ٹیم بھی میسر آئی ہے۔ یہ لوگ حجاج کی خدمت کو اپنے لیے شرف جانتے اور سمجھتے ہیں۔

قارئین کرام! حجاج کرام کیلئے دسویں ذوالحجہ مشکل ترین اور اہم ترین دن ہوتا ہے۔ اس میں حاجی نے درج ذیل کام کرنا ہوتے ہیں۔ پہلے کنکریاں مارنا، پھر قربانی کرنا، پھر بال کٹوانا، غسل کرنا، عام معمول کا لباس پہننا، طواف افاضہ کیلئے بیت اللہ شریف جانا اور پھر رات واپس آ کر منٰی میں گزارنا۔ اُوپر ذکر کی گئی اعمال کی ترتیب سنت کے مطابق ہے کہ آپ ﷺ نے اسی ترتیب سے یہ کام سرانجام دیئے مگر یہ اللہ کے رسول ﷺ کی اپنی امت پر رحمت اور شفقت تھی کہ اس روز آپ ﷺ نے ان کاموں میں تقدیم وتاخیر کرنے والوں سے فرمایا (اِفْعَلْ وَ لَا حَرَج) ''کرلو! اس میں کوئی حرج کی بات نہیں۔''

قارئین کرام! چونکہ حجاج کو اس روز خاصے کام کرنا ہوتے ہیں۔ اس لیے ان میں سے بعض حجاج بے صبری کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ وہ مزدلفہ سے منٰی آتے ہیں تو کنکریاں ان کے پاس ہوتی ہیں۔ انہوں نے

احرام پہنا ہوتا ہے۔ وہ سیدھے جمرہ عقبہ پر آتے ہیں، سات کنکریاں مارتے ہیں اور آگے چل دیتے ہیں۔ قارئین کی سہولت کیلئے عرض کئے دیتا ہوں کہ منٰی مکہ مکرمہ سے مشرق کی طرف واقع ہے۔ اگر ہم بیت اللہ شریف سے منٰی کی طرف روانہ ہوں تو پہلے منٰی آتا ہے، پھر مزدلفہ اور پھر عرفات کا میدان آتا ہے۔ حجاج کرام جب عرفات سے واپس آتے ہیں تو ان کا رخ مغرب کی طرف ہوتا ہے کہ مزدلفہ اور منٰی عرفات سے مغرب کی طرف ہیں۔ مزدلفہ سے منٰی اور جمرہ عقبہ تک کا فاصلہ کئی کلومیٹر کا ہے۔ اب وہاں تک کا سفر پیدل ہی کرنا ہوتا ہے۔ اگر ہجوم زیادہ نہ ہو تو ایک جوان آدمی کیلئے بعض اوقات ایک گھنٹہ یا اس سے زیادہ بھی لگ جاتا ہے۔

اب میں قارئین کرام سے بصد ادب عرض کروں گا کہ آپ ذرا اپنے ذہن میں نقشہ بنائیں کہ حجاج کرام مزدلفہ سے منٰی کی طرف آرہے ہیں۔ بلاشبہ وہ لاکھوں کی تعداد میں ہیں۔ حکومت کی مشینری کو خوب معلوم ہے کہ اگر سارے لوگ ایک ہی وقت میں آجائیں تو وہ کنکریاں نہیں مار سکتے یہاں بھگدڑ مچ سکتی ہے۔ چنانچہ انہوں نے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ تمام حجاج عرفات سے واپسی پر اپنے خیموں میں جائیں گے اور اپنا سامان وہاں رکھیں گے۔ مکتب والے کو باقاعدہ پروگرام دیا جاتا ہے کہ آپ نے اپنے حجاج کو فلاں وقت پر رمی کیلئے لانا ہے۔ میں پھر عرض کروں گا کہ فرض کیجئے جمرات میں کنکریاں مارنے کی جگہ ایک لاکھ حجاج کیلئے ہے، اگر وہاں دو لاکھ حجاج آجائیں تو کیا بنے گا۔ ترتیب یہ ہے کہ حجاج کیلئے جانے کا راستہ اور ہے اور واپسی کا راستہ دوسری جانب ہے۔ وہاں فوج کے نوجوان کھڑے ہوتے ہیں جو لوگوں کو گائیڈ کرتے ہیں کہ آپ کو اس راستہ سے جانا ہے اور اس راستہ سے واپس آنا ہے۔ معلم اپنے ہاتھوں میں میکروفون لے کر حجاج کی رہنمائی تسلسل سے کر رہے ہوتے ہیں۔ اب اگر کوئی گروہ ان راستوں سے ہٹ کر چلے اور ہدایات کی خلاف ورزی کرے، وہ کہے کہ میں تو جس راستے سے آیا تھا اسی راستے سے واپس جاؤں گا تو کیا اس کا حجاج کے ساتھ تصادم یا ٹکراؤ نہیں ہوگا۔ میں نے گھنٹوں اس پر غور کیا ہے۔ سعودی عرب میں مقیم دوستوں سے بھی سوالات کیے ہیں۔ اگر حجاج کرام مشرق سے مغرب کی طرف جمرات کی طرف بڑھ رہے ہیں تو کنکریاں مارنے میں محض چند منٹ لگتے ہیں۔ سات کنکریاں مارنے میں کتنا وقت لگتا ہے؟ یہ ایک لمبی دیوار ہے اگر حجاج نظم وضبط کی پابندی کریں۔ حوصلہ سے کام لیں۔ حکام بالا، پولیس، فوج یا اپنے معلم کی ہدایات پر عمل کریں تو پھر بھگدڑ کا کوئی تصور ہی پیدا نہیں ہوتا۔ مگر اس سال ہوا یہ کہ یہ معصوم حجاج جو بڑے آرام وسکون سے کنکریاں مارنے کیلئے آرہے تھے، ان کی مخالف سمت سے کوئی تین سو حجاج کا ایک گروہ آجاتا ہے اور اپنی مرضی کے راستے پر چلنے کی کوشش کرتا ہے۔ روکنے کے باوجود یہ گروہ اپنی